ڈاکٹر محسنہ نقوی

سیّد آلِ رضا کا غیر مدوّن و غیر مطبوعہ کلام

The Un-compiled and Un-published: Poetry of Syed Aal-e-Raza

Dr. Mohsina Naqvi, Assistant Professor, Department of Urdu, Allama Iqbal Open University, Islamabad.

Abstract:

The verses of Syed Aal-e-Raza were collected in "Baqiyat-e-Raza", edited by Shabih-ul-Hasan. But there are some verses that were left out and could not be included in it. This article presents those left out verses. It also presents the slightly changed versions of some of the couplets, where a few words were replaced.

سیّد آلِ رضا (پیدائش ۱۰ جون ۱۸۹۶ء، لکھنؤ۔ وفات یکم مارچ ۱۹۸۷ء، کراچی) ایک پُر گو شاعر تھے۔ مشاعرے میں غزلیں پڑھتے، مجلسوں میں مرثیے، سلام اور منقبت سناتے، جب کہ ریڈیو سے ان کی شعری تخلیقات نشر ہوتیں، رسائل میں اپنا کلام بہ غرضِ اشاعت بھیجتے اُن کا یہ کلام بہ کثرت مختلف رسائل اور تذکروں میں دستیاب ہے۔ ۱

''باقیاتِ آلِ رضا'' مرتبہ: ڈاکٹر سیّد شبیہ الحسن کی اشاعت ۲ کے بعد سیّد آلِ رضا کے مزید غیر مدوّن کلام کا حصول بہ ظاہر ناممکن تھا، تاہم ''جویندہ، یابندہ'' کے مصداق سیّد آلِ رضا اور ان کے کلام سے راقمہ کی ذہنی وابستگی نے اس کلام تک رسائی کو بھی ممکن بنا دیا جو بوجوہ ''باقیاتِ آلِ رضا'' میں شامل نہ ہوسکا۔ جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں پیش کی جائے گی۔

راقمہ کو ڈاکٹر ظفر اقبال، صدرِ شعبۂ اُردو، جامعۂ کراچی کی مہربانی سے ''اوراقِ گل'' نامی تذکرے سے استفادے کا موقع ملا۔ اِس تذکرے میں سیّد آلِ رضا کے کلام کی کچھ مختلف شکلیں نظر آتی ہیں۔ ''اوراقِ گل'' کے مرتّب ضمیر احمد ہاشمی ہیں۔ یہ مجموعہ ''بزمِ سخن'' رام پور کے مشاعروں میں حصّہ لینے والے شعرا کے چیدہ کلام اور مختصر حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے۔

یہ مجموعہ ۷/ اکتوبر ۱۹۴۴ء کو رام پور سے شایع ہوا۔ (سلسلۂ کتب خانۂ رام پور میں ''اوراقِ گل'' کا نمبر ۲) شعراے رام پور اور مستند بیرونی اساتذۂ سخن کے درمیان ربط و اتحاد و اعانت پیدا کرنے کے لیے ''بزمِ سخن'' کے نام سے ایک ادبی مجلس ۱۹۴۲ء میں قائم کی گئی تھی۔ اِس مجلس نے دو سال کے اندر رام پور میں معیاری مشاعرے منعقد کیے اور ان مشاعروں کے نتیجے میں ایک ایسا مجموعہ شایع کیا جس میں شریکِ مشاعرہ اساتذہ کا چیدہ کلام، شبیہ اور عکسِ تحریر کے ساتھ ساتھ ان کے مختصر حالات بھی درج تھے۔ اِس تذکرے کی ترتیب کے لیے شعرا سے حسبِ ذیل سوالات کیے گئے تھے:

۱۔ شاعر کے نزدیک شاعری کا کون سا پہلو اہم ہے، اقتصادی، معاشرتی یا روحانی؟
۲۔ شاعر کی نظر میں ہندی، سنسکرت وغیرہ کے الفاظ کا شمول کس حد تک مناسب ہے؟
۳۔ شاعر کی نظر میں اُردو ادب کی خدمت کس نہج سے ہونا چاہیے؟
۴۔ شعر کے لیے ردیف، قافیے کی پابندی کہاں تک ضروری ہے؟
۵۔ شاعر کے وِردِ زباں کسی دوسرے شاعر کے چند منتخب اور پسندیدہ اشعار۔
۶۔ نظم اور غزل میں کس کو بہتر اُستاد مانتے ہیں؟ (متقدمین، متوسّطین، متاخرین شعرا میں سے)

''اوراقِ گل'' میں سیّد آلِ رضا کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے:

> جنابِ رضا صوم و صلوٰۃ کے پابند اور ورد و وظائف کے عادی، لکھنوی وضع کے خوش پوش، خوب صورت، خوب سیرت، خندہ پیشانی، خوش رنگ اور موزوں اندام انسان ہیں۔

''اوراقِ گل'' کے مندرجۂ بالا سوالات کے جواب میں سیّد آلِ رضا کے خیالات اِس طرح ظاہر کیے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ:

> ''میں زیادہ تر جذباتی شاعری کرتا ہوں، جس میں روحانیات کا خاصا حصّہ ہوتا ہے، لیکن شاعر کی دُنیا کو یہیں تک محدود نہیں سمجھتا۔''

اُردو ہندی کے الفاظ کے بارے میں اِن کا خیال ہے کہ:

> ''زبان ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتی۔ شاعر کو اپنے خیالات زمانے کی زبان کے لحاظ سے عام فہم طریقے پر ظاہر کرنا چاہیے (کذا۔ چاہییں)، لیکن نوعیتِ مضمون کے لحاظ سے کبھی اِس کلیے سے الگ بھی ہٹنا پڑتا ہے۔ اُردو زبان میں بہ کثرت ہندی الفاظ رائج ہیں۔ ایسے الفاظ کا سلیقے سے استعمال اچھی صورتیں پیدا کر سکتا

ہے۔ الفاظ کے استعمال میں صرف معنویت کا لحاظ کرنا نہیں پڑتا، بلکہ آواز، وزن اور مزاج کی ہم آہنگی بھی لازمی ہے۔''

ترویجِ اُردو کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ:

ضروریاتِ زندگی اور لوازماتِ ترقّی پر نظم و نثر شایع کر کے عوام تک اس طرح پہنچانا چاہیے کہ اُنھیں کم سے کم خرچ میں زیادہ سے زیادہ مطبوعات کی خریداری اور اہم سے اہم فائدے کا حصول ممکن ہو۔

ردیف اور قافیے کے متعلّق خیال ہے کہ اکثر غیر مردّف اشعار بھی کافی لطف دیتے ہیں، لیکن قافیے اور ردیف، دونوں سے معرّا اشعار بہت پھیکے ہوتے ہیں۔

رضا کو غالبؔ اور میرؔ کا کلام بہت زیادہ پسند اور یاد ہے۔

نظم میں نظیرؔ اکبرآبادی اور انیسؔ کو، اور غزل میں غالبؔ، داغؔ، مومنؔ اور آرزوؔ کو اُستاد مانتے ہیں۔

سیّد آلِ رضا کے دست یاب کلام کا بہ غور جائزہ لینے کے بعد بعض ایسے اشعار نظر میں آئے جو اپنے مجموعہ ہائے کلام مرتّب کرتے وقت جو انھوں نے بہ وجوہ نظر انداز کر دیے تھے۔ کچھ اشعار ایسے ہیں جن میں انھوں نے مصرع بدل دیے۔ بعض اشعار میں لفظی ردّ و بدل نظر آتا ہے۔ اِس ساری صورتِ حال سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ سیّد آلِ رضا عام شاعروں کی طرح ایک بار شعر کہہ کر مطمئن نہیں ہوتے تھے، بلکہ غور و فکر کا سلسلہ مسلسل جاری رہتا تھا۔ وہ مختلف رسائل و جرائد میں شایع شدہ اپنے کلام میں شایع ہونے کے بعد بھی تبدیلیاں کر کے انھیں بہتر شکل دینے کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ ذیل میں سیّد آلِ رضا کا ایسا ہی کلام مآخذ کی تفصیل کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔ واضح رہے کہ یہ کلام اُس کلام کے علاوہ ہے جو سیّد شبیہ الحسن نے ''باقیاتِ رضا'' کے نام سے شایع کیا ہے۔

یہاں ''اوراقِ گُل'' سے سیّد آلِ رضا کی وہ غزلیات پیش کی جاتی ہیں جن میں بعد میں ترمیم و اضافے سے کام لیا گیا ہے اور ''نوائے رضا''[۳] اور ''غزلِ معلّی''[۴] کی ترتیب کے وقت تبدیل شدہ شکلیں شاملِ اشاعت کی گئیں۔ ''اوراقِ گُل'' سے آلِ رضا کے مجموعوں کے اختلافات حواشی میں ظاہر کیے جائیں گے۔ جن اشعار کو سیّد آلِ رضا نے بعینہٖ رہنے دیا ہے، اُن اشعار سے کوئی تعرّض نہیں کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں غیر مدوّن کلام کی نشان دہی میں اخلاق حسین ہماؔ کی قابلِ ذکر کاوش ''جو بیاز''[۵] بھی ہمارے پیشِ نظر رہی ہے۔

سید آلِ رضا کا غیر مدوّن کلام:

(۱)[۱]

اللہ، نظر کوئی ٹھکانا نہیں آتا
آنے کو چلے آتے ہیں، جانا نہیں آتا[۲]

کہہ دوں تو مزے پر یہ فسانا نہیں آتا
ٹھہروں تو پلٹ کر یہ زمانا نہیں آتا

یہ تیرا کرم ہے کہ کھبے جاتے ہیں جلوے
مجھ کو تو نظر تک بھی اٹھانا نہیں آتا[۳]

بے سمجھے وہی ہوش میں دیتے ہو ٹھوکے[۴]
جاؤ تمھیں دیوانہ بنانا نہیں آتا

میں شیشہ و ساغر کو تکوں جب کہ یہ سمجھوں
ساقی تجھے چلّو سے پلانا نہیں آتا[۵]

یوں روز ہوا کرتے تھے بے ساختہ چکّر
اب آج بلایا ہے تو جانا نہیں آتا[۶]

تدبیر سی تدبیر، دعاؤں سی دعائیں
سب آتا ہے، تقدیر بنانا نہیں آتا[۷]

مقدور تھا بس ایک ہی سجدہ ترے در پر
سر میں نے جھکایا ہے اٹھانا نہیں آتا[۸]

آتی ہے رضاؔ مجھ کو محبت کی غلامی
احسان محبت کا جتانا نہیں آتا[۹]

(۲)[۱]

اللہ، نظر کوئی ٹھکانا نہیں آتا
فریب دے کے تغافل وبالِ جاں ہوتا
جو اِک لطیف تبسّم نہ درمیاں ہوتا [۲]
دماغ عرش پہ ہے، تیرے در کی ٹھوکر سے
نصیب ہوتا جو سجدہ تو میں کہاں ہوتا [۳]
قفس سے دیکھ کے گلشن، ٹپک پڑے آنسو
جہاں نظر ہے، یہاں کاش آشیاں ہوتا [۴]
ہمیں نے ان کی طرف سے منا لیا دل کو
وہ کرتے عذر تو یہ اور بھی گراں ہوتا [۵]

''جوئبار'' مرتبہ ہما اخلاق حسین (ص۳۹۱) میں اِس غزل کے انتخاب میں یہ دو شعر زائد ہیں، جو کہیں اور ہماری نظر سے نہیں گزرے:

اُدھر یہ شرم، منانے میں ربط بڑھتا ہے
اِدھر یہ شوق، وہ پھر ہم سے سرگراں ہوتا
یہ کیا کہ قتل کِیا، سوگ لے کے بیٹھ گئے
شہیدِ ناز کا کچھ اور امتحاں ہوتا

(۳)[۱]

واسطہ کوئی نہ رکھ کر بھی ستم ڈھاتے ہو تم
دل تڑپ اٹھتا ہے، اب کاہے کو یاد آتے ہو تم [۲]
میری سب آزادیاں بندہ نوازی پر نثار
اے خوشا قیدِ وفا، زنجیر پہناتے ہو تم [۳]
لاتے ہو کیفِ طرب، دیتے ہو پیغامِ حیات
کیا بتاؤں، ساتھ کیا لے کر چلے جاتے ہو تم [۴]
سُن کے میرا حال ہیں آنکھیں نہ ملنے کے وجوہ
یہ بھی ہو سکتا ہے شاید اشک بھر لاتے ہو تم [۵]
دل گذاری (کذا۔ دل گدازی) بھی لیے ہے امتیازِ حسن و عشق
خون رو دیتا ہوں میں اور اشک پی جاتے ہو تم [۶]

چاند میں رنگت تمھاری، پھول بھی تم سے بسے
کھینچتی ہیں دل فضائیں، یاد آجاتے ہو تم ۷
تم سے ہے آراستہ جذبات کا تازہ چمن
جیسی رُت ہوتی ہے، ویسا پھول بن جاتے ہو تم ۸
ذکر اِس کا ہے رضاؔ نے کیں وفائیں یا نہیں ۹
تم نے آخر کیا کِیا، کاہے کو شرماتے ہو تم

سید آلِ رضا کا غیر مدون اور غیر مطبوعہ کلام

(۴) ۱

سادگی میں آ گئیں دل داریاں
پھول اٹھیں اِک پھول میں پھلواریاں ۲
متصل طفلی سے آغازِ شباب
خواب کے آغوش میں بیداریاں ۳
سوچ کر اُن کی گلی میں جائے کون
بے ارادہ ہوتی ہیں تیاریاں ۴
اُن کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے ۵
چھوڑیے بھی اب غریب آزاریاں
سہل کرنے آئے تھے مشکل مِری
یا بڑھاتے جاتے ہو دشواریاں ۶
کھینچ دیتی ہیں خطِ موجِ شراب
مد بھری آنکھوں میں رنگیں دھاریاں ۷
عشق اور ضدّیں یہ رسم و راہ کی
ہائے دُنیا، اُف رے دُنیاداریاں ۸
بندھ رہا ہے اے رضاؔ رختِ سفر
ہو رہی ہیں کوچ کی تیاریاں ۹

(۵)

آنکھوں میں چھلک جائیں کہ دیوانہ بنائیں
کیا ہوں وہ تمنائیں جو دل میں نہ سمائیں ۱؎
اللہ رے آغازِ محبت کی فضائیں ۲؎
باتوں میں، نگاہوں میں، خیالوں میں ادائیں
کیا وعدۂ پیہم پہ رضا، آس لگائیں ۳؎
آج آئیں کہ کل آئیں، وہ آئیں کہ نہ آئیں ۴؎
پھیرے مری تقدیر میں ہیں اُن کی گلی کے
یہ حُسنِ قبول ان کا، بلائیں نہ بلائیں ۵؎
رہنے دیں یہی آس کہ بجھ جائیں گے آنسو
دل توڑنے والے ابھی دامن نہ چھڑائیں ۶؎

(۶)۱؎

وہ آنسو جو ہنس ہنس کے ہم نے پیے ہیں
تمھارے دیے تھے، تمھارے لیے ہیں ۲؎
تمھارے ہی رحم و کرم کے سہارے
نہ معلوم مر مر کے کیوں کر جیے ہیں ۳؎
بڑی دیر تک جس سے پونچھے تھے آنسو
وہ دامن ابھی ہاتھ ہی میں لیے ہیں ۴؎
اسے میں ہی سمجھوں، اسے میں ہی جانوں
ستم کر رہے ہیں، کرم بھی کیے ہیں ۵؎
کہاں پائے نازک، کہاں راہِ الفت
مرے ساتھ دو اِک قدم ہو لیے ہیں
ہنساتا ہے سب کو ہمارا فسانہ
ہمیں کہتے کبھی رو لیے ہیں ۷؎
گل و باغ و نغمہ، مہ و مہر و انجم
جو تم ہو مرے، سب یہ میرے لیے ہیں ۸؎

(۷)[1]

بس اب تو تم نے محبت کا لے لیا بدلہ [2]
معاف کرنا جو تکلیفِ انتقام ہوئی
نظر ملی تو تبسّم رہا خموشی پر
نظر پھری تو ذرا ہمّتِ کلام ہوئی [3]
ہے دیکھنے ہی کا وقفہ جسے سمجھتے ہیں
رضاؔ وہ دھوپ چڑھی، دن ڈھلا، وہ شام ہوئی

(۸)[1]

اپنا لیا اسے چمنِ روزگار نے
میرے لیے یہ پھول کھلایا بہار نے [2](اوراقِ گل)
ہر دم نئی ادا سے وہ آتے نظر پڑے
آنکھوں سے کتنے کام لیے انتظار نے [3](اوراقِ گل، افکار)
تصویر بن کے رہ گئی جلوے کی اِک جھلک
پردہ اُٹھا کے چھوڑ دیا پردہ دار نے [4](افکار)
بہتر یہی ہے ہو نہ اندھیرے کی چھان بین
گُل کر دیے جلا کے چراغ اعتبار نے [5](افکار)
بیٹھے ہو کیوں قفس میں، ذرا در کے پاس آؤ
تم کو رضاؔ سلام کہا ہے بہار نے [6](افکار)

(۹)[1]

انتظار اور جدائی کا مسلسل یہ پیام
جان بھی جاتی ہوئی رات میں شامل ہو جائے [2]

(۱۰)[۱]

یہ بھی ہے یادگار، اُسی شب چراغ کی
آتا نہیں ہے گھر میں اُجالے کا نام تک [۲]
دل اُن کو دے کے آپ سے ایسے گزر گئے [۳]
جیسے کہ ہم تھے صرف اِسی انتظام تک
دی کچھ تو غم نے دادِ محبت، یوں ہی سہی
آئی تو خیر بات یہ حُسنِ کلام تک [۴]

(۱۱)

نظر میں شکل جو ہے تیری آمد کی
خدا کرے، تری بھیجی ہوئی خبر ٹھہرے [۱]

(۱۲)[۱]

کیا ڈھونڈ کے مل جائے گا، کچھ ہوش نہیں ہے
اِس دل کا ٹھکانا نہ کہیں تھا، نہ کہیں ہے [۲]
اعجاز ہے اس فیضِ محبت کا تو ہم
سونچا کہ یہاں درد ہے، دیکھا تو وہیں ہے [۳]
جتنی کہ اُدھر پردے کی جنبش میں ہیں لہریں [۴]
سجدے کو اِدھر اُتنی ہی بے چین جبیں ہے
لکھی کہیں دیکھی ہے یہ تشریحِ دو عالم [۵]
یا حُسن ہے، یا عشق ہے، دنیا ہے نہ دیں ہے

''جوئبار'' مرتبہ ہما اخلاق حسین (ص ۳۹۷) میں اِس غزل کے تین شعر منتخب کیے گئے ہیں، جن میں سے یہ دو شعر زائد ہیں، جو کہیں اور ہماری نظر سے نہیں گزرے:

وہ بارگہِ خاص کہاں اور کہاں میں
اِک سجدہ یہیں، یہ بھی اُسی در کی زمیں ہے
پروانہ تھا جب شعلے کے پہلو میں تھا رقصاں
اب خاک ہے، اور خاک کہیں، شمع کہیں ہے

(۱۳)[1]

اِس اشتیاق سے دیکھا ہے ان نگاہوں کو
جسے یہ ڈھونڈ رہی ہیں، وہ ہوں ہمیں نہ کہیں [2]
ابھی تو بات یوں ہی مسکرا کے ٹلتی ہے
بڑھا کے درد ہنسو درد پر تمھیں نہ کہیں [3]
جوابِ عرضِ تمنّا میں جان ابھی تک ہے [4]
میں اضطراب میں کہلا ہی لوں 'نہیں' نہ کہیں

(۱۴)[1]

دل میں مرے اب تک ہے مستی اِک بچھڑے متوالے کی
باسی پھول میں جیسے خوشبو، پھول پہننے والے کی [2](افکار، جوئبار)
دیکھو، دیکھو، شکل دکھا کر، آنکھ بھی پھیرے جاتے ہو [3]
دل کی لاگ بنی جاتی ہے، آگ تپکتے چھالے کی (افکار)
ڈھونڈ رہا ہوں، خوش ہو ہو کر جیسے وہ مل ہی تو گئے
باتیں اندھیری راتوں میں ہیں، سورج دیکھے اجالے کی [4](افکار)
ایک کی خصلت آگ لگانا، ایک کی خو جلنا خاموش
حُسن لپک سمجھو شعلے کی، عشق تپک ہے چھالے کی [5](افکار، جوئبار)
جوڑ کے توڑیں بندھا سہارا، توڑ کے جوڑیں ٹوٹی آس
بانکی ادائیں، بھولی باتیں، تیکھی چتون والے کی [6](جوئبار)
کب سے دل میں تھا سنّاٹا، آج رضاؔ پھر شعر کہے [7]
سندھ کے ریگستان میں آئی برکھا رُت بنگالے کی (افکار،)

(۱۵)[1]

تم نہ آئے، یہ خیال آیا گیا
کون آئے گا؟ ارے، کون آ گیا [2]

زندگی بھر وضعِ خودداری کی لاج
جی لیے، دانتوں پسینا آ گیا ۳؎
خود ہی اُٹھ آئے ہیں، اُس پر بھی یہ کوفت
ہم سے اُس محفل میں کم ٹھہرا گیا ۴؎
بس یہی تھا اپنے پتھر دل پہ ناز
ظلم فرماؤ، ترس کیوں آ گیا ۵؎
پوچھنے آئے وہ ہم کو، اس سے کیا
دیکھ کر دیوار کو پوچھا گیا ۶؎
کوئی بھر دے رنگ اِس تصویر میں ۷؎
چاند نکلا تھا کہ بادل چھا گیا
آؤ پوچھ آئیں رضاؔ صاحب کا حال
ایک دیوانہ کہیں دیکھا گیا ۸؎

(۱۶)۱؎

اپنی اپنی وضع ہے اے دل، کون تنگ ظرفوں سے کہے
چادر اور بھی چھوٹی ہوگی، پاؤں اگر پھیلائے بہت
واہ ری اُن کی بزمِ حضوری، واہ ری اپنا پاسِ ادب
کہنے کو جائیں تھوڑی سی باتیں، کہنے کو رہ جائے بہت

(۱۷)۱؎

پردۂ محمل نظر آتا ہے آج اُٹھا ہوا
صاحبِ محمل پریشاں ہے کہ مجنوں کیا ہوا!

(۱۸)۱؎

وہ رضاؔ، وہ جانکنی، وہ بے بسی، وہ انتظار
ہو گا، سچ ہو گا مگر مطلب اِس افسانے سے کیا ۲؎

(۱۹)[۱]

یاد کس کس طرح کِیا اُن کو
یاد کرنے کا حق ادا نہ ہوا
کچھ (نہ) کچھ رہ گئی کمی ہر بار[۲]
کیا کمی تھی، یہ عقدہ وا نہ ہوا

(۲۰)[۱]

لُٹی بہار، مٹے باغ میں دھواں دیکھا
قفس نصیب نے کیا چُھٹ کے آشیاں دیکھا[۲]
اُدھر سے تیر چلیں، دل کو پھول بن کے چھوئیں
نثارِ حُسنِ عقیدت، عجب سماں دیکھا[۳]
کہاں کہاں کے چُنے دیکھ دیکھ کر تنکے
بنا تو پھر نہ اِن آنکھوں سے آشیاں دیکھا[۴]

(۲۱)[۱]

جلوۂ پنہاں کو دیکھو، ہو اگر ذوقِ نظر
بس اسی کو، دیکھتے ہو، میں نے سجدہ کر دیا

(۲۲)[۱]

قیدِ اُلفت میں مزا قید کا حاصل نہ رہا
بیڑیاں رہ گئیں اور شورِ سلاسل نہ رہا[۲]
ہجر میں تیرے رضاؔ جینے کے قابل نہ رہا
دل تری یاد کا بھی اب متحمل نہ رہا[۳]
دل نے کیا کیا نہیں دیکھا، اُسے کیا سمجھاؤں
اب تو کم بخت تسلّی کا بھی قائل نہ رہا[۴]

(۲۳) ا

اُن سے ہم انتقام کیا لیتے
اپنے ہی دل سے انتقام لیا ۲
اُن کو گویا بُھلا دیا اکثر
بارہا پھر اُنھی کا نام لیا ۳
تذکرہ ہے عجیب یہ بھی رضا
جیسے گرتے ہوئے کو تھام لیا ۴

(۲۴) ا

گلشن تتر بتر ہے، اجڑا جو اِک نشیمن
بلبل کہیں، کہیں گُل، تنکے کہیں، کہیں پر

(۲۵) ا

للچائی نظر سے فرقت کا اندازہ کر لو، جو چاہو
جب ڈھونڈتی ہیں آنکھیں تم کو، اُس وقت کی حالت کیا جانو ۲
کیوں چھیڑا تھا، کیوں پوچھا تھا، کچھ تم سمجھے، کچھ ہم سمجھے
جس درد پہ آ جاتی ہے ہنسی، اُس درد کی شدّت کیا جانو ۳
اِک جذبہ مِری نظر سے لیا اور آنکھ بدل کر پھینک دیا ۴
جو مفت گنوا دینے کو ملے، اُس چیز کی قیمت کیا جانو

(۲۶) ا

زور وحشت کا ہے اور باعثِ وحشت بدلی
ڈھاتی آتی ہے قیامت پہ قیامت بدلی
پھونک کر ایک نشیمن کو ہنسے گا کب تک
باغباں دیکھ اُدھر، پھولوں کی رنگت بدلی

اب جدھر دیکھیے، ہے کیفِ ہم آغوشِ جمال
ایک دل بدلا تو ہر چیز کی حالت بدلی
بندگی میں بھی رہ و رسم کی قیدیں ٹوٹیں ؎
سر جھکا جوش میں، سجدے کی حقیقت بدلی
زندگی بن کے عروس آئی، مجھے ہوش نہ تھا
ہائے وہ وقت کہ مت پلٹی، طبیعت بدلی
خیر، اجڑنا ہی سہی، جمع کروں پھر تنکے
دیکھی جاتی نہیں گلشن کی یہ حالت بدلی
اے رضاؔ، آئیں یہ کم بخت گھٹائیں کس وقت
ہاتھ تکبیر کو اٹھے تھے کہ نیت بدلی

(۲۷)؎

وہ آنکھیں ہجر کی، وہ بے چراغ گھر کا فلک
تمام رات ستاروں میں روشنی نہ ہوئی
یہ تیرِ ناز کی مرضی، چلا چلا نہ چلا
غریب دل کی خوشی کیا، ہوئی ہوئی نہ ہوئی

(۲۸)؎

دلِ مردہ کو رو، بے کیفیِ ہستی کا رونا کیا
بجھا کر شمعِ محفل، رنگِ محفل دیکھنے والے
بچائیں انتہائے شوق کو جھوٹی اُمیدوں سے
قدم اُٹھنے سے پہلے خوابِ منزل دیکھنے والے
وہ بُلوا کر رضاؔ کو بزم میں، ذلّت سے اُٹھوانا
سبق لیں انقلابِ رنگِ محفل دیکھنے والے

(۲۹)[۱]

ابھی باقی ہے ٹھوکر کھا کے سر قدموں پہ رکھ دینا
ابھی تم مجھ پرستارِ محبت کو کہاں سمجھے
ہمارا ذکر اور جتنی زبانیں، اُتنی باتیں تھیں
وہی بس ایک چُپ تھے، ہم اُنھی کو رازداں سمجھے

(۳۰)[۱]

کون اتنا پیام پہنچا دے
آخری اِک سلام پہنچا دے
میں فدا اے اُدھر کو جاتی صبا
جا رضؔا کا سلام پہنچا دے

(۳۱)[۱]

نکل کر کہاں جاؤں اُن کی جفا سے[۲]
وفاؤں نے ڈالے ہیں گھیروں پہ گھیرے
جو میں حُسن سمجھا، جو تُو عشق سمجھا
یہ دھوکے ہیں دل کے نہ میرے نہ تیرے[۳]
دُعائیں جو لینا ہیں، لے لو رضؔا سے[۴]
نہیں روز ہوتے فقیروں کے پھیرے

(۳۲)[۱]

دیکھو، جاؤ، نگہِ لُطف غضب ڈھاتی ہے[۲]
پھر مِری مُردہ تمناؤں میں جان آتی ہے

(۳۳)[۱]

حُسن کی گرمی، نئی جوانی، پہلی محبت، نازک دل
جلتی تپتی ریگ پہ گر کر جیسے تازہ کلی کملائے[۲]

(۳۴)[۱]

چھوٹ کر بیٹھا ہوں سر رکھ کے قفس کے در پر
پر نہیں اور نشیمن حدِ پرواز میں ہے[۲]

(۳۵)[۱]

اُن سے چھٹ جانے کے سامان، خدا خیر کرے
اور بڑھتے ہوئے ارمان، خدا خیر کرے[۲]
اُن کو جیسے کوئی چھینے لیے جاتا ہے رضاؔ
وہم اور شوق کے سامان، خدا خیر کرے[۳]

(۳۶)[۱]

یہ کیا کہ ابھی ہوش، ابھی ہوش نہیں ہے
دیوانہ بنانا ہے تو دیوانہ بنا دے[۲]

(۳۷)[۱]

محبت کا بدلا کوئی اور کیا دے
سزا دینے والے، مکرّر سزا دے
جو دل تیرے قدموں میں زندہ ہوا ہے
اسے اپنے قدموں کے قابل بنا دے
محبت ہے اِک حادثہ زندگی کا
محبت ہی نعمت ہے، جس کو خدا دے

کرم سب نے جانا، ستم کون سمجھے
مرے کچھ نہ کہنے کو ظالم دُعا دے
بس اب آج اُن سے نگاہیں ملی ہیں
قیامت سے کہہ دو کہ پردہ گرا دے

(۳۸)[۱]

تاروں کی چمک میں آ چمکو، پھولوں کی مہک میں آ مہکو
جس دل میں ہی تم بستے ہو، اُس دل کو ہمیں بہلانا ہے [۲]
جو میں نے کہانی چھیڑی تھی، بے نام کی تھی اِک جگ بیتی
کیوں اشک بھر آئے، خیر تو ہے، افسانہ ہے افسانہ ہے [۳]

(۳۹)[۱]

خوے اُلفت چھوڑ کر زندہ رہوں [۲]
خوب فرمایا ہے، پھر فرمایئے
دل تو سمجھا ہے نہ سمجھے گا کبھی
میں سمجھتا ہوں، مجھے سمجھایئے [۳]
حضرتِ دل، چھٹ گئی فردوسِ ہوش
آیئے، اپنی زمیں پر آیئے [۴]
ہو گئیں ہلکی امانت داریاں
چند آنسو ہیں، انھیں پی جایئے [۵]
ٹھنڈی سانسوں پر جنھیں ہے اعتراض [۶]
دل کی پھانسیں اُن کو کیا دکھلایئے
ہو گیا آخر محبت کا سوال [۷]
دم بخود سائل ہے، کچھ فرمایئے

اقتباس از مرثیہ[۱]

بہار پر ہے زمانہ نزولِ قرآں کا
نکھار پر ہے توازن حیاتِ انساں کا
نمونہ پیش ہوا مسلکِ مسلماں کا[۲]
عمل کے گھر میں چراغاں ہے نورِ ایماں کا
نہ گوشہ گیر، نہ رہبانیت کے دام میں ہے
جمالِ فکر و عمل جلوہ گاہِ عام میں ہے[۳]
نکھر کے سامنے آنکھوں کے آ گئی فطرت
جو صاف و سادہ تھا جلوہ دکھا گئی فطرت
نظر کو دید کے قابل بنا گئی فطرت
جو چاہتی تھی طبیعت وہ پا گئی فطرت[۴]
نہ کم، نہ وسعتِ تکلیف سے زیادہ ہے
وہی ہے دین بھی فطرت کا جو تقاضا ہے
جہاد عہدِ نبی کے پکارتے ہیں علیؑ
بتوں کو جاے علو سے اُتارتے ہیں علیؑ
نبی کا نقشِ ہدایت اُبھارتے ہیں علیؑ
مٹا کے نفس کو مذہب سنوارتے ہیں علیؑ[۵]
امام رہتا ہے مصروف حق سکھانے میں
کھلا ہوا ہے درِ علم ہر زمانے میں[۶]
وہ ایک چھوٹا سا گھر، اصطلاحِ دہر میں خام
وہ پائگاہِ پیمبرؐ، وہ جلوہ گاہِ امامؑ
وہ جس میں دیتی تھی جاروب بنتِ شاہِ انام[۷]

حسین جس میں چلے گھٹنیوں، وہ پاک مقام
وہ گھر کہ جس میں شہادت کا تاج بنتا ہے
وہ گھر کہ جس میں حسینی مزاج بنتا ہے
ہوئے ہیں آلِ محمدؐ بس اِس لیے معتوب
کہ ان سے لوگ سمجھ لیں گے دین کے اُسلوب
علیؑ و آلِ علیؑ پر ہیں گالیاں مرغوب
اور اِس عناد کو کرتے ہیں دین سے منسوب
زباں کا ہے ٹھکانا نہ کوئی دل ہی کا
عجیب دور ہے طوفانِ بدتمیزی کا [۸]
یزیدیت کا جو طوفان آخرش آیا
رہا سہا تھا جو اسلام اُس نے بھر پایا
ابھی تک آڑ سے جس کا پڑا کیا سایا
اُس انحراف نے کھل کھل کے رنگ دکھلایا [۹]
وفورِ فسق ہے اور طنطنہ خلافت کا
حسین سبطِ نبی سے سوال بیعت کا [۱۰]
نظر ملائے گا کعبے سے کربلا کا مقام
کہاں پناہ وہ پائی کہ بچ گیا اسلام [۱۱]
بلند ہو گا یہیں سے باہتمامِ تمام [۱۲]
جبینِ بندگی پنج تن کا یہ پیغام
اُٹھایا جس سے نہ سر، بڑھ گیا وہی سجدہ [۱۳]
اب اپنے حال پہ قائم ہے آخری سجدہ

(۴۱) الف

نازِ جانبازاں ہمارا آبدوزی بحریہ

جان کی بازی لگانا روز کا اقدام ہے
ہر گھڑی موجوں سے ٹکرانا ہمارا کام ہے
جوشِ ہمت خود جہادی شان کا انعام ہے
غازی و ذیشاں ہمارا آبدوزی بحریہ
نازِ جانبازاں ہمارا آبدوزی بحریہ

ہم کو طوفاں میں بھی دشمن کی ہمیشہ جستجو
فی سبیل اللّٰہ منزل اور نعرہ: ''اُقتلوا''
غازیوں کے سامنے طوفان کی کیا آبرو
فاتحِ طوفاں ہمارا آبدوزی بحریہ
نازِ جانبازاں ہمارا آبدوزی بحریہ

کثرتِ دشمن سے گھبراتے نہیں ہم جاں نثار
بڑھ کے دشمن بحریے پر بے دھڑک کرتے ہیں وار
کھیلتے ہیں ہم سمندر میں شکاری کا شکار
شانِ پاکستاں ہمارا آبدوزی بحریہ
نازِ جانبازاں ہمارا آبدوزی بحریہ

ہم صفِ اوّل میں رہتے ہیں سراسر سربکف
اپنا گھر ہے یہ سفینہ اور گھر بھر سربکف
مورچہ اپنا سنبھالے شب برابر سربکف
ملک پہ قرباں ہمارا آبدوزی بحریہ
نازِ جانبازاں ہمارا آبدوزی بحریہ

کیوں جھجک ہو، بحرِ جرأت کے شناور میں کبھی
کچھ کمی ہوتی نہیں محنت کے جوہر میں کبھی

ہم سمندر پر کبھی ہیں اور سمندر میں کبھی
عزمِ بے پایاں ہمارا آبدوزی بحریہ
نازِ جانبازاں ہمارا آبدوزی بحریہ
ہم کو ہے تائیدِ غیبی پر مکمل اعتماد
مستقل اپنا یقینِ فتح اور ذوقِ جہاد
زندگی دائمی، شوقِ شہادت زندہ باد
خرم و شاداں ہمارا آبدوزی بحریہ
نازِ جانبازاں ہمارا آبدوزی بحریہ

(۴۲)[۱]

نگاہوں میں اپنی بڑھا جا رہا ہوں
ارے یہ سفر! کربلا جا رہا ہوں
دلِ نو شگفتہ کا عالم نہ پوچھو
نفس در نفس کیا بسا جا رہا ہوں
مُزیّن فضا میں مُعطّر ہوائیں
کِھلی جا رہی ہیں، چلا جا رہا ہوں
تمنّائیں اب خود ہی بن جائیں آنکھیں
بنا، پیکرِ مُدّعا جا رہا ہوں
نہ جانے تصوّر میں کس کس سے باتیں
'یہ دیکھو، یہ میں کربلا جا رہا ہوں'
پئے نذر اپنی سی قدرِ وفا کی
سُوئے تاج دارِ وفا جا رہا ہوں
مُرتّب کیے پھر سے، شوقِ زیارت
نئے پر لگائے اُڑا جا رہا ہوں
جہاں منتظر ہوں گی کچھ بوسہ گاہیں
وہاں کس مزے سے رضا جا رہا ہوں

(۴۳)[۱]

کیا تازگی کیفِ دلِ ناصبور ہے
یہ ہر قدم کا شوق، وہ در کتنی دور ہے

(۴۴)[۱]

چُھٹنا پڑا جو آج دیارِ حسینؑ سے
دل لپٹا جا رہا ہے مزارِ حسینؑ سے

(۴۵)[۱]

اے کاش

یوں آخری نظر ہو دیارِ حسینؑ پر
لگ جائے دل تڑپ کے مزارِ حسین پر

حوالہ جات

۱۔ پاکستان میں اُن کا کلام ''افکار''، کراچی، ''پیامِ عمل''، کراچی، ''جامِ نو''، کراچی، ''سب رس''، کراچی، ''ماہِ نو''، لاہور، ''نقوش''، لاہور اور ''نگار''، کراچی کے شماروں میں بکھیرا ہوا ہے۔

۲۔ ال حسن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۰ء۔

۳۔ مطبوعہ نظامی پریس، لکھنؤ، ۱۹۲۹ء۔

۴۔ مطبوعہ مکتبۂ افکار، کراچی، ۱۹۵۹ء۔

۵۔ مطبوعہ فیروز سنز، لاہور لمیٹڈ، ۱۹۶۹ء۔

حواشی

(۱)

۱۔ یہ غزل ''غزلِ معلّی'' میں ترمیم شدہ شکل میں شامل ہے۔ ص ۶۱۔

۲۔ ''غزلِ معلّی'' میں یہ مطلع موجود نہیں۔ اِس کی جگہ نیا مطلع کہہ کر مجموعے میں غزل شامل کی گئی ہے۔

۳۔ ''غزلِ معلّی'' میں موجود نہیں۔

۴۔ ''غزلِ معلّی'' میں مصرعِ اولیٰ بدل دیا ہے: کاہے یہ پھر ہوش میں لانے کے ٹھوکے
۵ تا ۷۔ ''غزلِ معلّی'' میں موجود نہیں۔
۸ اور ۹۔ ''غزلِ معلّی'' میں آخری شعر اور مقطع کو ملا کر ایک نیا مقطع بنا دیا گیا ہے:

آتی ہے رضا مجھ کو محبت کی غلامی　　　احسان محبت کا جتانا نہیں آتا

(۲)

۱۔ ملاحظہ ہو ''غزلِ معلّی''، ص ۳۶۔ غزل کا مطلع ہے:

جو خود نہ اپنے ارادے سے بدگماں ہوتا　　　قدم اٹھاتے ہی منزل پہ کارواں ہوتا

۲۔ ''غزلِ معلّی'' میں اِس شعر کا مصرعِ اولیٰ مختلف ہے:

یہ لطف اُن کے تغافل میں پھر کہاں ہوتا

جب کہ دوسرے مصرع میں ''ایک لطفِ تبسّم'' کو ''اِک لطیف تبسّم'' سے بدل کر شعر کی معنی خیزی میں اضافہ کر دیا ہے۔

۳۔ ''غزلِ معلّی'' میں شعر کا متن مختلف ہے:

دماغ عرش پہ ہے جس کی دُھن میں، وہ سجدہ
مرے نصیب میں ہوتا تو میں کہاں ہوتا

۴۔ ''غزلِ معلّی'' میں موجود نہیں۔ ''جوبار'' میں 'یہاں' کے بجائے 'وہاں'۔
۵۔ ''غزلِ معلّی'' میں موجود نہیں۔ ''جوبار'' میں 'وہ کرتے عذر' کے بجائے 'وہ عذر کرتے'۔

(۳)

۱۔ ملاحظہ فرمایئے ''غزلِ معلّی''، ص ۸۷
۲۔ ''غزلِ معلّی'' میں اِس شعر کا مصرعِ ثانی مختلف ہے:

کچھ نہیں تو یاد ہی آتے چلے جاتے ہو تم

۴ تا ۷۔ ''غزلِ معلّی'' میں موجود نہیں۔
۸۔ ''غزلِ معلّی'' میں اِس شعر کا مصرعِ اولیٰ مختلف ہے:

لہلہاتا ہے چمن تم سے مرے جذبات کا

مصرعِ ثانی میں لفظ 'ویسا' کو بدل کر 'ویسے' کر دیا ہے۔
۹۔ مصرعِ اولیٰ کا ابتدائی حصّہ بدل کر ''ذکر اس کا ہے'' کی جگہ ''ذکر تو یہ ہے'' کر دیا ہے۔

(۴)

۱۔ ملاحظہ فرمایئے ''غزلِ معلّی''، ص ۲۵۔۱۲۴۔ غزل کا مطلع ہے:

حُسن کی فطرت میں دل آزاریاں　　　اس پہ ظالم نت نئی تیاریاں

۲۔ ''غزلِ معلّی'' میں موجود نہیں۔

۳؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں اِس شعر کا مصرعِ اولیٰ مختلف ہے:

یہ سماں، یہ گُمناہٹ حُسن کی

مصرعِ ثانی میں 'کے آغوش' کو 'کی آغوش' سے بدل دیا ہے۔

۴؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں موجود نہیں۔

۵؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں اِس شعر کے مصرعِ اولیٰ کا ضمیر 'آپ' سے بدل کر 'اُن' کر دیا ہے۔

۶؎ اور ۷؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں موجود نہیں۔

۸؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں اِس شعر کے مصرعِ اولیٰ میں 'ضدیں' کو 'قیدیں' سے اور مصرعِ ثانی میں 'اُف رے' کو 'اُف ری' سے بدل دیا ہے۔

۹؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں مقطع کا متن مختلف ہے:

قصد مرنے کا نہ تھا، لیکن رضا　　ہو رہی ہیں کوچ کی تیاریاں

(۵)

۱؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں موجود نہیں۔

۲؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں ''اللہ رے'' کے بعد ''وہ'' کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۳؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں ''وعدۂ پیہم'' کی جگہ ''وعدۂ مبہم'' کر دیا ہے۔

۴؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں اِس مطلع کو مطلعِ اوّل کے طور پر رکھا ہے۔

۵؎ اور ۶؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں موجود نہیں۔

(۶)

۱؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں اِس غزل میں سات اشعار ہیں، جب کہ ''اوراقِ گُل'' میں یہ غزل دس اشعار پر مشتمل ہے۔ ''اوراقِ گُل'' کے چھ اشعار ''غزلِ معلّٰی'' میں موجود نہیں، ایک شعر کے مصرعِ اولیٰ کی ترتیب بدل دی ہے اور تین نئے اشعار شامل کر دیے ہیں۔

۲؎ تا ۴؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں موجود نہیں۔

۵؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں اِس قافیے میں اسی خیال کو قدرے ردّ و بدل سے ادا کیا ہے:

ستم کر رہے ہو، یہ مرضی تمھاری　　تمھیں تو ہو جس نے کرم بھی کیے ہیں

۶؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں مصرع کی ترتیب بدل دی ہے:

کہاں راہِ الفت، کہاں پائے نازک

۷؎ اور ۸؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں موجود نہیں۔

(۷)

۱؎ سیّد آلِ رضا کی یہ غزل ''اوراقِ گُل'' میں ان کی اپنی تحریر میں شائع ہوئی ہے۔ دست خط کے ساتھ ۲۳؍ مارچ ۱۹۴۱ء کی تاریخ درج ہے۔ غزل کا مطلع ہے:

خیالِ حُسن میں یوں زندگی تمام ہوئی　　حسین صبح ہوئی اور حسین شام ہوئی

۲؎ ''غزلِ معلّیٰ'' میں مصرعِ اولیٰ کے اندازِ بیان میں تبدیلی کی گئی ہے:

غرض کہ تم نے محبت کا لے لیا بدلہ

۳؎ ''غزلِ معلّیٰ'' میں مصرعِ اولیٰ بدل دیا ہے:

نظر ملی تو وہی شوخیاں تبسّم کی

دوسرے مصرع میں ''تو'' کی جگہ ''جو'' سے معنوں میں لطافت پیدا کی گئی ہے۔

۴؎ ''غزلِ معلّیٰ'' میں مقطع کا اندازِ بیان سراسر مختلف ہے:

رضاؔ پتا نہ چلا ہم کو دن کے ڈھلنے کا
ابھی تو دھوپ چڑھی تھی، ابھی سے شام ہوئی

(۸)

۱؎ ''غزلِ معلّیٰ'' میں یہ غزل آٹھ اشعار پر مشتمل ہے۔''اوراقِ گُل'' میں تین اشعار بطورِ انتخاب دیے گئے ہیں۔ ماہ نامہ ''افکار'' کراچی (شمارہ ۶۸، ۱۹۵۷ء، ص۴۷) میں بھی اِس غزل میں آٹھ شعر ہیں۔

۲؎ ''غزلِ معلّیٰ'' میں مطلع میں تبدیلی نظر آتی ہے:

میرے لیے جو پھول کھلایا بہار نے ‏ ‏ اپنا سمجھ لیا چمنِ روزگار نے

۳؎ ''غزلِ معلّیٰ'' میں مصرعِ ثانی میں تبدیلی کی گئی ہے:

آنکھوں سے کتنے کام لیے انتظار نے

۴؎ ''غزلِ معلّیٰ'' میں مصرعِ اولیٰ میں ''جلوے'' کو ''پردے'' سے بدل دیا ہے۔

۵؎ ''غزلِ معلّیٰ'' میں موجود نہیں۔

۶؎ ''غزلِ معلّیٰ'' میں اِس مقطع کی جگہ نیا مقطع کہہ کر شاملِ اشاعت کیا ہے:

اپنا بنا لیا ہے غمِ خوشگوار نے ‏ ‏ اتنی خوشی کا لطف بہت ہے مجھے رضاؔ

(۹)

۱؎ ''غزلِ معلّیٰ'' میں یہ غزل سات اشعار پر مشتمل ہے۔''اوراقِ گُل'' میں چار اشعار بطورِ انتخاب دیے گئے ہیں۔غزل کا مطلع ہے:

دل کا ٹکڑا کوئی ہر لفظ میں شامل ہو جائے
ذکر جس کا ہے ذرا اُس کے بھی قابل ہو جائے

۲؎ ''غزلِ معلّیٰ'' میں موجود نہیں۔

(۱۰)

۱؎ ماہ نامہ ''افکار''، کراچی کے شمارے بابت: اپریل ۱۹۵۷ء (ص ۴۷) میں یہ غزل سیّد آلِ رضاؔ کے دستِ خط سے ان کی اپنی تحریر میں شایع ہوئی ہے۔''افکار'' میں یہ غزل چھ اشعار پر مشتمل ہے، جب کہ ''غزلِ معلّیٰ'' میں اِس غزل میں سات اشعار ہیں، نیز اشعار میں ردّ و بدل بھی کیا گیا ہے۔غزل کا مطلع ہے:

پہنچی نہ دل کی بات، حدودِ پیام تک
باقی ہیں اس پہ کتنے جوابِ سلام تک

۲؎ ''غزلِ معلّی'' میں موجود نہیں۔

۳؎ ''غزلِ معلّی'' میں مصرعِ اولیٰ میں تبدیلی کی گئی ہے:

دل دے کے اُن کو، آپ سے ایسے گزر گئے

۴؎ ''غزلِ معلّی'' میں موجود نہیں۔

(۱۱)

۱؎ ماہ نامہ ''افکار''، کراچی شمارہ:۲۶-۲۵، ۱۹۵۳ء (ص ۵۳) میں یہ غزل سات اشعار پر مشتمل ہے، جب کہ ''غزلِ معلّی'' میں شامل کرتے وقت زیرِ نظر شعر قلم زد کر دیا گیا ہے اور اس کی جگہ ایک اور شعر شاملِ اشاعت کر کے تعدادِ اشعار سات ہی رکھی ہے۔غزل کا مطلع ہے:

جو ذوقِ سجدہ کے نزدیک تیرا در ٹھہرے
وہی جگہ ہے ٹھہرنے کی، دل اگر ٹھہرے

(۱۲)

۱؎ لگتا ہے، یہ زمین آلِ رضا کی پسندیدہ زمین ہے۔''نوائے رضا'' (ص۹۵-۹۳) میں اِس زمین میں گیارہ اشعار کی غزل شامل ہے۔غزل کا مطلع ہے:

دل بھی نہ رہا، ولولۂ دل بھی نہیں ہے
آنکھوں میں ہے تصویر، مکاں ہے نہ مکیں ہے

''غزلِ معلّی'' میں اِس مطلع کو برقرار رکھتے ہوئے پانچ نئے اشعار داخل کر کے ایک غزل درج کی ہے۔ ماہ نامہ ''افکار'' کراچی، (خاص نمبر: ۱۹۵۱ء، جلد ۸، شمارہ ۲۷) میں ''غزلِ معلّی'' کی اِس غزل کی قدرے مختلف قرأت ملتی ہے۔ یہاں مطلع بھی نیا ہے۔ ایک شعر ''غزلِ معلّی'' میں شامل نہیں اور دو اشعار کے مصرع ہائے اولیٰ میں تبدیلی کی گئی ہے۔ اسی زمین میں ''جوئبار'' (مرتبۂ ہما اخلاق حسین، ص ۳۹۷) میں آلِ رضا کے تین شعر منتخب کیے گئے ہیں، جن میں سے دو شعر کہیں اور نظر سے نہیں گزرے، البتہ ایک شعر (دل آنے کی ...الخ) ''غزلِ معلّی'' میں شامل ہے۔

۲؎ اور ۳؎ ''افکار'' (شمارۂ مذکورہ) کے علاوہ کہیں نظر سے نہیں گزرا۔

۴؎ ''غزلِ معلّی'' میں مصرعِ اولیٰ میں تبدیلی کی گئی ہے:

پردے میں اُدھر جتنی ہے جلوے کی لگاوٹ

۵؎ ''غزلِ معلّی'' میں مصرعِ اولیٰ تبدیل کر دیا گیا ہے:

تحریر ہے دل پر یہی تشریحِ دو عالم

(۱۳)

۱ ماہ نامہ ''افکار''، کراچی شمارہ: ۳۵-۳۴، ۱۹۵۴ء (ص ۱۵۲) میں یہ غزل سات اشعار پر مشتمل ہے، جب کہ ''غزلِ معلّی'' میں دو شعروں کے اضافے سے تعدادِ اشعار نو ہوگئی ہے۔ غزل کا مطلع ہے:

رُکے تو پاؤں پکڑ لے یہی زمیں نہ کہیں
چلے چلو کہ وہ مل جائیں گے کہیں نہ کہیں

۲ اور ۳ ''غزلِ معلّی'' میں ان شعروں کی صورت مختلف ہے:

اِس اعتبار سے پرکھا تھا ان نگاہوں کو
یہ جس کو ڈھونڈ رہی ہیں وہ ہوں ہمیں نہ کہیں
بڑی لطیف امانت مگر سنو تو سہی
تمھیں نے درد دیا ہے، ہنسو تمھیں نہ کہیں

۴ ''غزلِ معلّی'' میں مصرعِ اولیٰ میں تبدیلی کی گئی ہے:

جوابِ عرضِ تمنّا کی آس کیا کم ہے

(۱۴)

۱ ماہ نامہ ''افکار''، کراچی شمارہ: ۹۷، مارچ ۱۹۵۸ء (ص ۶۰) میں یہ غزل چھ اشعار پر مشتمل ہے، ''جوبَار'' میں اِس غزل کے تین شعر منتخب کیے گئے ہیں جن میں سے سیّد آلِ رضا نے ایک شعر بعد میں نظرانداز کر دیا۔

''غزلِ معلّی'' میں تعدادِ اشعار پانچ ہے۔ غزل کا مطلع مختلف ہے:

صبح سے پہلے چھوٹ پڑے گی وقت پہ آنے والے کی
جلد کٹے یہ رات اندھیری، چھیڑو بات اُجالے کی

''افکار'' میں مطلع کے مصرعِ اولیٰ میں ''جوبَار'' کے انتخاب سے ایک لفظ کی تبدیلی نظر آتی ہے۔ ''جوبَار'' میں ''اِک'' کی بجائے ''اُس'' تھا:

دل میں مِرے اب تک ہے مستی اُس بچھڑے متوالے کی

اِس مطلع کے مصرعِ ثانی کے ساتھ ایک اور مصرع لگا کر نیا شعر بنا دیا۔ ''غزلِ معلّی'' میں مذکورہ شعر کی صورت یوں ہے:

واہ رے یادِ عہدِ تمنّا، دل کی سجاوٹ کیا کہیے
باسی پھول میں جیسے خوشبو پھول پہننے والے کی

۲ ''غزلِ معلّی'' میں موجود نہیں۔

۳ ''غزلِ معلّی'' میں مصرعِ اولیٰ میں محاورے کی مطابقت کے لیے ایک لفظ کی تبدیلی کی گئی ہے، ''آنکھ بھی پھیرے جاتے ہو'' کی جگہ ''آنکھ بھی پھیرے لیتے ہو'' کر دیا ہے۔

۴ اور ۵ ''غزلِ معلّی'' میں موجود نہیں۔

۶ ''غزلِ معلّی'' اور ''افکار''، دونوں میں موجود نہیں۔
۷ ''غزلِ معلّی'' میں مقطع کے مصرعِ اولیٰ میں تبدیلی کی گئی ہے:

کب سے تھی بے کیف طبیعت، آج رضا پھر شعر کہے

(۱۵)

۱ ماہ نامہ ''افکار''، کراچی شمارہ:۳۲، ۱۹۵۴ء (ص۴۰) میں یہ غزل نو اشعار پر مشتمل ہے، ''غزلِ معلّی'' میں بھی اِس غزل کے اشعار کی تعداد نو ہے، لیکن غزل میں ترمیم، تنسیخ اور اضافے سے کام لیا گیا ہے۔ ''غزلِ معلّی'' میں غزل کا مطلع ہے:

رات گزری، پھر اندھیرا چھا گیا
اپنا سورج دن چڑھے گہنا گیا

۲ ''غزلِ معلّی'' میں موجود نہیں۔
۳ ''غزلِ معلّی'' میں اِس شعر کو تبدیلی کے بعد مقطع بنا دیا ہے:

وضعِ خودداری نباہی تو مگر
اے رضاؔ، دانتوں پسینا آ گیا

۴ تا ۶ ''غزلِ معلّی'' میں موجود نہیں۔
۷ ''غزلِ معلّی'' میں مصرعِ اولیٰ سراسر بدل دیا ہے:

چودھویں کے چاند والی رات میں

۸ ''غزلِ معلّی'' میں یہ مقطع موجود نہیں، اِس کی جگہ ''افکار'' میں شائع شدہ غزل کا دوسرا شعر تبدیل کر کے مقطع بنا دیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے حاشیہ نمبر:۳

(۱۶)

۱ ماہ نامہ ''سب رس''، کراچی شمارہ:۲-۱، جلد۳، بابت: دسمبر ۱۹۷۹ء اور جنوری ۱۹۸۰ء، (یادِ رفتگاں نمبر، ص۲۲۱) میں سیّد آلِ رضا کی یہ مشہور غزل چھ اشعار پر مشتمل ہے، ''غزلِ معلّی'' میں اِس غزل کے اشعار کی تعداد نو ہے، تاہم ''سب رس'' کے مذکورہ شمارے میں دو اشعار ایسے ہیں جو کہیں اور ہماری نظر سے نہیں گزرے۔ غزل کا مطلع ہے:

کھلتے پھولوں کی یہ کہانی دل کو نہ کیوں تڑپائے بہت
شاخوں پر کم رہنے پائے، ہاتھوں میں کمھلائے بہت

(۱۷)

۱ ''جوئبار'' (مرتبہ ہما اخلاق حسین)، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، (ص۳۸۹) میں اِس مطلع میں ایک لفظ کی تبدیلی سے شاعرانہ حُسن پیدا کیا ہے۔ ''نوائے رضا'' میں مصرعِ اولیٰ میں ''اُٹھا'' کی جگہ ''اُلٹا'' کر دیا ہے:

پردۂ محمل نظر آتا ہے آج اُلٹا ہوا

(۱۸)

۱؎ ''جوئبار'' (ص۳۹۰) میں اِس غزل کا مطلع اور مقطع زیرِ انتخاب آئے ہیں۔ غزل کا مطلع ہے:

نام بڑھ جانے سے کیا، یا قدر گھٹ جانے سے کیا
لوگ دیوانہ سمجھتے ہیں تو دیوانے سے کیا

''غزلِ معلّٰی'' میں درج بالا مطلع کے مصرعِ اولیٰ میں سہوِ کتابت سے ایک لفظ زائد آ گیا ہے، مجموعے میں مصرع کی قرأت یوں ہے، جو ظاہر ہے کہ غلط ہے:

نام بڑھ جانے سے کیا ایک یا قدر گھٹ جانے سے کیا

۲؎ ''غزلِ معلّٰی''، میں مقطع یک سر تبدیل کر دیا گیا ہے:

لو رضا، اب نااُمیدی میں بھی چین آتا نہیں
جب کھٹک ہی رہ گئی، کانٹا نکل جانے سے کیا

(۱۹)

۱؎ ''جوئبار'' (ص۳۹۰) میں موجود سیّد آلِ رضا کے یہ دو شعر کہیں اور نظر سے نہیں گزرے۔

۲؎ مصرعِ اولیٰ میں سہوِ کتابت سے لفظ ''نہ'' رہ گیا ہے۔

(۲۰)

۱؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں اِس غزل میں سات اشعار ہیں۔ ''جوئبار'' (ص۳۹۰) میں پانچ شعر منتخب کیے گئے ہیں۔

۲؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں مطلع بدل دیا ہے:

قریب کچھ نہ ملا، دُور سے دھواں دیکھا
قفس سے چھوٹ کے کیا خوب آشیاں دیکھا

۳؎ اور ۴؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں موجود نہیں۔

(۲۱)

۱؎ ''جوئبار'' (ص۳۹۰) میں سیّد آلِ رضا کا یہ منتخب شعر کہیں اور نظر سے نہیں گزرا۔

(۲۲)

۱؎ ''جوئبار'' (ص۳۹۱) میں اِس غزل کے تین شعر منتخب کیے گئے ہیں، جب کہ ص۳۹۰ میں اسی زمین میں الگ سے ایک شعر موجود ہے۔

۲؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں مطلع میں تبدیلیاں نظر آتی ہیں:

قیدِ اُلفت میں مزا قید کا، اے دل، نہ رہا
بیڑیاں رہ گئیں اور سازِ سلاسل نہ رہا

۳؎ اور ۴؎ ''غزلِ معلّٰی'' میں موجود نہیں۔

(۲۳)

ا۔ ''جوبار'' (ص۳۹۱) میں اِس غزل کے چار شعر منتخب کیے گئے ہیں۔

۲۔ ''غزلِ معلّی'' میں اِس شعر کے مصرعِ اولیٰ میں تبدیلی کر کے اِسے مقطع بنا دیا ہے:

تھا تو اُن سے گلہ رضاؔ، لیکن
اپنے ہی دل سے انتقام لیا

۳۔ ''غزلِ معلّی'' میں موجود نہیں۔

۴۔ ''غزلِ معلّی'' میں اِس مقطع کے دوسرے مصرع پر ایک نیا مصرع لگا کر اِسے مطلع کی شکل دے دی ہے:

آج یوں دل نے اُن کا نام لیا
جیسے گرتے ہوئے کو تھام لیا

(۲۴)

ا۔ ''جوبار'' (ص۳۹۲) میں اِس غزل کے دو شعر الگ الگ منتخب کیے گئے ہیں۔ زیرِ نظر شعر ''غزلِ معلّی'' میں موجود نہیں۔ غزل کا مطلع ہے:

پیار آ نہ جائے کیوں کر اُن کی 'نہیں نہیں' پر
آنکھوں کا اِک اشارہ، دُہری شکن جبیں پر

(۲۵)

ا۔ ''جوبار'' (ص۳۹۴) میں اِس غزل کے سات شعر منتخب کیے گئے ہیں۔ ''غزلِ معلّی'' میں بھی سات اشعار ہیں، لیکن دو اشعار نئے ہیں اور ایک مصرع میں تبدیلی کی گئی ہے۔

۲ اور ۳ ''غزلِ معلّی'' میں موجود نہیں۔

۴۔ ''غزلِ معلّی'' میں اِس شعر کے مصرعِ اولیٰ میں تبدیلی کی گئی ہے:

اِک جذبہ مِری (کذا۔ نظروں) سے لیا، پھر آنکھ جو بدلی، کچھ بھی نہ تھا

(۲۶)

ا۔ ''جوبار'' (ص۳۹۵) میں موجود سات اشعار کی یہ غزل کہیں اور نظر سے نہیں گزری۔

۲۔ ''جوبار'' میں سہوِ کتابت سے بجائے ''رہ و رسم'' کے ''وہ در رسم'' چھپ گیا ہے، جو ظاہر ہے کہ غلط ہے۔

(۲۷)

ا۔ ''جوبار'' (ص۳۹۵) میں منتخب یہ دو اشعار کہیں اور نظر سے نہیں گزرے۔

(۲۸)

ا۔ ''غزلِ معلّی'' میں پانچ اشعار پر مشتمل اِس زمین کی غزل میں ''جوبار'' (ص۳۹۶) میں منتخب یہ تین اشعار شامل نہیں۔ ''غزلِ معلّی'' میں غزل کا مطلع ہے:

یوں ہی دیکھے چلے جائیں مِرا دل دیکھنے والے
کہ ہیں دیکھے چلے جانے کے قابل دیکھنے والے

(۲۹)

ا ''جوئبار'' (ص ۳۹۶) میں منتخب یہ دو اشعار کہیں اور نظر سے نہیں گزرے۔

(۳۰)

ا ''جوئبار'' (ص ۹۷-۳۹۶) میں منتخب یہ دو اشعار کہیں اور نظر سے نہیں گزرے۔

(۳۱)

ا ''غزلِ معلّی'' میں اس غزل میں سات اشعار ہیں۔ ''جوئبار'' (ص ۳۹۰) میں تین شعر منتخب کیے گئے ہیں۔

۲ ''غزلِ معلّی'' میں اس شعر کے مصرعِ اولیٰ میں تبدیلی کی گئی ہے:

کہاں جاؤں اُن کی جفاؤں سے بچ کر؟

۳ ''غزلِ معلّی'' میں موجود نہیں۔

۴ ''غزلِ معلّی'' میں مقطع کے مصرعِ اولیٰ میں تبدیلی کی گئی ہے:

رضا سے دُعائیں جو لینا ہوں، لے لو

(۳۲)

ا ''نوائے رضا'' میں اس غزل میں دس اشعار ہیں۔ ''جوئبار'' (ص ۳۹۸) میں فقط مطلع منتخب کیا گیا ہے۔

۲ ''نوائے رضا'' میں اس مطلع کے مصرعِ اولیٰ میں ایک لفظ کی تبدیلی کی گئی ہے۔ ''دیکھو، جاؤ'' کی جگہ ''دیکھو، دیکھو'' کر دیا ہے۔

(۳۳)

ا ''نوائے رضا'' میں اس غزل میں گیارہ اشعار ہیں۔ سرِ غزل یہ وضاحت موجود ہے: بغیرِ عطف واضافتِ فارسی۔ ''جوئبار'' (ص ۳۹۸) میں اس غزل کے چار شعر منتخب کیے گئے ہیں۔ ایک شعر میں لفظوں کی تبدیلی نظر آتی ہے۔

۲ ''نوائے رضا'' میں اس شعر میں 'ہندی رنگ' گہرا کرنے کے لیے دو ایک لفظوں میں تبدیلی کی گئی ہے۔ سیّد آلِ رضا نے بہ ظاہر یہ تبدیلیاں اپنے اُستاد آرزو لکھنوی کے تتبع میں کی ہیں۔ یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ اِن تبدیلیوں کو اصلاحِ اُستاد سمجھا جائے۔ ''ریگ'' کو ''ریت'' سے اور ''کملائے'' کو ''کمھلائے'' سے بدلا ہے۔

(۳۴)

ا ''غزلِ معلّی'' میں یہ غزل چھ اشعار پر مشتمل ہے۔ 'جوئبار' (ص ۳۹۹) میں تین شعر منتخب کیے گئے ہیں۔

۲ ''غزلِ معلّی'' میں اس شعر کے مصرعِ اولیٰ میں ''سر رکھ کے'' کو بدل کر ''حیران'' سے بدلا ہے:

چھوٹ کر بیٹھا ہوں حیران قفس کے در پر

(۳۵)

ا ''غزلِ معلّی'' میں یہ غزل دس اشعار پر مشتمل ہے۔ 'جوئبار' (ص ۴۰۰-۳۹۹) میں فقط مطلع اور مقطع منتخب کیے گئے ہیں۔ ''غزلِ معلّی'' میں دونوں کے مصرع ہائے ثانی میں تبدیلی کی گئی ہے۔

۲ ''غزلِ معلّی'' میں مطلع کے مصرعِ ثانی میں ''اور بڑھتے ہوئے ارمان'' کی جگہ ''پھر بھی جینے کا ہے امکان'' کر دیا ہے۔ اِس تبدیلی سے مطلع کی شکل یک سر بدل گئی ہے:

اُن سے چھٹ جانے سامان، خدا خیر کرے
پھر بھی جینے کا ہے امکان، خدا خیر کرے

۳ ''غزلِ معلّی'' میں مقطع کے مصرعِ ثانی میں ''طوفان'' کی جگہ ''سامان'' کر دیا ہے۔

(۳۶)

۱ ''غزلِ معلّی'' میں یہ غزل چھ اشعار پر مشتمل ہے۔ 'جوبَار' (ص ۳۹۹) میں دو شعر منتخب کیے گئے ہیں۔ زیرِ نظر شعر سیّد آلِ رضا کے کسی مجموعے میں موجود نہیں۔

۲ زیرِ نظر شعر کے مصرعِ ثانی کا توارد ایک سے زائد شاعروں کے ہاں نظر آتا ہے۔

(۳۷)

۱ ''غزلِ معلّی'' میں یہ غزل سات اشعار پر مشتمل ہے۔ 'جوبَار' (ص ۴۰۰) میں اِس غزل کے نو شعر منتخب کیے گئے ہیں۔ 'جوبَار' کے منتخبہ زیرِ نظر اشعار کہیں اور نظر سے نہیں گزرے۔ ''غزلِ معلّی'' میں غزل کا مطلع مختلف ہے:

سزا دینے والے، ذرا دل بڑھا دے
محبت کا مجرم ہوں، ہنس کر سزا دے

(۳۸)

۱ ''غزلِ معلّی'' میں یہ غزل چھ اشعار پر مشتمل ہے۔ 'جوبَار' (ص ۴۰۰) میں اِس غزل کے دو شعر منتخب کیے گئے ہیں۔ غزل کا مطلع مختلف ہے:

مجبور نہ کر، مجبور ہیں ہم، بے کار ہمیں سمجھانا ہے
اِن رِستے ہوئے اشکوں کی قسم، دل چھلکا ہوا پیمانہ ہے

۲ ''غزلِ معلّی'' میں اِس شعر کے مصرعِ ثانی میں ایک لفظ کی تبدیلی کی گئی ہے۔ ''دل میں ہی تم'' کو بدل کر ''دل میں تمھیں تم'' کر دیا ہے، جس سے مصرع زیادہ چست ہو گیا ہے۔

۳ ''غزلِ معلّی'' میں اِس شعر کے مصرعِ اولیٰ کا ابتدائی حصّہ بدل کر 'جو میں نے کہانی چھیڑی تھی' کی جگہ ''جو تم نے سنی، جو میں نے کہی'' کر دیا ہے۔

(۳۹)

۱ ''غزلِ معلّی'' میں یہ غزل سات اشعار پر مشتمل ہے۔ 'جوبَار' (ص ۴۰۰) میں اِس غزل کے دس شعر انتخاب میں آئے ہیں۔ غزل کا مطلع ہے:

جس طرح چاہیے، کرم فرمایئے
دل میں رہیے، درد بنتے جایئے

۲ ''غزلِ معلّی'' میں اِس شعر کا مصرعِ اولیٰ مختلف ہے:

زندگی بے محبت، زندگی!

۳ تا ۵ ''غزلِ معلّی'' میں موجود نہیں۔

۶ ''غزلِ معلّی'' میں اِس شعر کے مصرعِ اولیٰ میں تبدیلی کی گئی ہے:

ٹھنڈی سانسوں پہ جنھیں ہے اعتراض

کو بدل کر

ٹھنڈی سانسوں پہ ہو جن کو اعتراض

کر دیا ہے۔

۷ ''غزلِ معلّی'' میں اِس شعر کے مصرعِ اولیٰ میں ''ہوگیا آخر'' کو بدل کر ''آ گیا لب پر'' کر دیا ہے:

آ گیا لب پر محبت کا سوال

(۴۰)

۱ ''جوئبار'' (ص۴۰۳) میں ''اقتباس از مرثیہ'' کے زیرِ عنوان چھیالیس بند منتخب کیے گئے ہیں۔ ''مراثیِ رضا'' (مرتبہ کرّار حسین، خراسان اسلامی ریسرچ سینٹر، کراچی، ۱۹۸۱ء، ص ۲۳۹ تا ۲۶۰) میں اِس مرثیے کے ۱۵۳ بند ہیں۔ ''مراثیِ رضا'' میں اِس مرثیے میں متعدد مقامات پر لفظوں میں تبدیلی کر کے اپنا مافی الضمیر زیادہ موثر انداز میں پیش کیا ہے۔ یہاں اہم تبدیلیوں کی نشان دہی کی جاتی ہے۔

۲ ''مراثیِ آلِ رضا'' کے پہلے بند کا تیسرا مصرع یک سر بدل دیا ہے:

عجب لگاو دلوں سے ہے ذوقِ عرفاں کا

۳ ''مراثیِ آلِ رضا'' کے پہلے بند کا ٹیپ کا شعر بھی یک سر بدل دیا ہے:

برس رہے ہیں وہ جلوے جو دل بڑھاتے ہیں
سجا ہے گھر، در و دیوار مسکراتے ہیں

۴ ''مراثیِ آلِ رضا'' میں زیرِ نظر بند کا تیسرے مصرع کو دوسرا مصرع بنا دیا ہے اور دو نئے مصرع لگائے ہیں:

نکھر کے سامنے آنکھوں کے آ گئی فطرت
نظر کو دید کے قابل بنا گئی فطرت
صفات ذات میں یک جا دِکھا گئی فطرت
مثال خوے محمدؐ کی پا گئی فطرت

۵ ''مراثیِ آلِ رضا'' میں زیرِ نظر بند کے چوتھے مصرع میں ''مٹا کے نفس کو'' کی جگہ ''کمالِ ضبط سے'' کر دیا ہے:

کمالِ ضبط سے مذہب سنوارتے ہیں علیؑ

۶ ''مراثیِ آلِ رضا'' میں زیرِ نظر بند کے ٹیپ کا شعر یک سر بدل دیا ہے:

ابوالحسن ہیں، وقارِ حدیبیہ دِکھلائیں
ابوالحسین ہیں، کردارِ کربلا سِکھلائیں

۷۔ ''مراثیِ آلِ رضا'' میں زیرِ نظر بند کے تیسرے مصرع میں حفظِ مراتب کے لحاظ سے الفاظ کی تبدیلی عمل میں لائی گئی ہے۔

وہ جس میں دیتی تھی جاروب بنتِ شاہِ انام

کو بدل کر:

زمین جھاڑتی تھی جس میں بنتِ شاہِ انام

کر دیا ہے۔

۸۔ ''مراثیِ آلِ رضا'' میں زیرِ نظر بند کے ٹیپ کا شعر یک سر بدل دیا ہے:

چھپا ہے کفر اِسی دشمنی کے پردے میں
نبیؐ سے بغض نکالا علیؑ کے پردے میں

۹۔ ''جوےبار'' (ص ۴۱۰) میں سہوِ کتابت سے مصرع یوں چھپا ہے جو، ظاہر ہے، بے وزن ہے۔

اُس انحراف نے کھل کھل کے یہ رنگ دکھلایا

ہوسکتا ہے، پہلے مصرع کی شکل یہ رہی ہو:

اُس انحراف نے کھل کے یہ رنگ دکھلایا

''مراثیِ آلِ رضا'' میں مصرع کی شکل یوں ہے:

اُس انحراف نے کھل کھل کے رنگ دکھلایا

۱۰۔ ''مراثیِ آلِ رضا'' میں زیرِ نظر بند کے ٹیپ کا شعر یک سر بدل دیا ہے:

کہاں کا دین، اب اسلام کی یہ گت، توبہ
خلافتِ نبوی اور یزیدیت، توبہ

۱۱۔ 'مراثیِ آلِ رضا'' میں زیرِ نظر بند کے تیسرے مصرع میں ''کہاں'' کو ''یہیں'' سے بدل کر بات واضح کر دی ہے۔

۱۲۔ ''مراثیِ آلِ رضا'' میں زیرِ نظر بند کے چوتھے مصرع میں ''بلند ہوگا یہیں سے'' کے بجاے ''یہیں سے گونج اُٹھے گا'' کا فقرہ لائے ہیں۔

۱۳۔ ''مراثیِ آلِ رضا'' میں زیرِ نظر بند کے ٹیپ کے شعر میں مصرعِ اولیٰ میں ایک حرف کی تبدیلی سے معنوں میں باریک فرق پیدا ہوگیا ہے۔ حرف ''سے'' کو ''نے'' سے بدلا ہے۔

اُٹھایا جس نے نہ سر، بڑھ گیا وہی سجدہ

(۴۱)

۱۔ سیّد آلِ رضا نے یہ نظم اپنے بیٹے سیّد یوسف رضا کی فرمائش پر لکھی تھی، جو پاکستان بحریہ میں ملازم تھے۔ وہ پاکستان بحریہ سے کموڈور کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ یہ غیر مطبوعہ نظم ہمیں سیّد آلِ رضا کے پسرِ خُرد سیّد احمد رضا کے توسّط سے ملی۔ یہ نظم ایک سادہ کارڈ پر لکھی گئی ہے۔ کارڈ کے سامنے کے رُخ پر نظم

کے چار بند (بند نمبر :۱، ۲، ۳ اور ۶) سیّد آلِ رضا کے ہاتھ سے خوش خط لکھے ہوئے ہیں، جب کہ کارڈ کی پشت پر سب سے نیچے خطِ شکستہ میں سیّد آلِ رضا کے ہاتھ سے بند نمبر ۵ لکھا گیا ہے۔ اِس بند کے اوپر بند نمبر ۴ ناپختہ خط میں تحریر ہے۔ بقولِ خود، سیّد احمد رضا نے یہ بند اپنے ہاتھ سے تحریر کیا ہے۔ نظم کی تکمیل کے بعد اس پر ایک ہی قلم سے بندوں کے نمبر ڈالے گئے ہیں۔ ہم نے نظم نقل کرتے ہوئے اسی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے۔

(۴۲) تا (۴۵)

۱۔ سیّد آلِ رضا کے سفرِ کربلا کی یادگار یہ غیر مطبوعہ اشعار ہمیں سیّد آلِ رضا کے پسرِ خُرد سیّد احمد رضا کے توسط سے ملے۔ یہ اشعار ۱۹۷۱ء کی ایک ڈائری میں لکھے گئے ہیں۔ لکھنے کے دوران دو تین جگہ لفظوں کی تبدیلی کی گئی ہے، مثلاً ایک جگہ ''تم'' کی جگہ ''اب'' کر دیا ہے۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آمدِ سخن میں بھی سیّد آلِ رضا کا ذہن مصرعوں کی تراش خراش میں لگا رہتا تھا۔ مذکورہ ڈائری دراصل پیٹرول اور موٹر گاڑی کی مرمّت کے میزانیے کے چارٹ پر مشتمل ہے۔ اسی چارٹ پر جلی خط میں سیّد آلِ رضا نے ''۱۸/ اپریل سنہ ۷۱ء'' لکھ کر، سفرِ کربلا کی تیاری کے وقت، مطلع سمیت پانچ اشعار ایک صفحے پر اور اِسی سلسلے کے باقی تین اشعار اگلے صفحے پر رقم کیے ہیں۔ اِن تین اشعار میں مقطع بھی شامل ہے۔ مقطع کے بعد ایک لہر دار لکیر کھینچ کر ایک شعر لکھا گیا ہے جو ہم نے نمبر ۴۳ کے تحت نقل کیا ہے۔ مذکورہ ڈائری کے ایک اور صفحے پر ''۱۹/ مئی سنہ ۷۱ء'' لکھ کر کربلا سے رُخصتی کے جذبات دو مختلف شعروں کی صورت میں نظم کیے ہیں۔ پہلے شعر (نمبر ۴۴) کے بعد ''اے کاش'' کا عنوان قائم کر کے دوسرا شعر (نمبر ۴۵) لکھا گیا ہے۔ تمام اشعار سیّد آلِ رضا کے اپنے پختہ خطِ شکستہ میں ہیں۔

کتابیات

۱۔ آل رضا: ''نوائے رضا''، لکھنؤ، نظامی پریس، ۱۹۲۹ء۔
۲۔ آل رضا: ''شہادت سے پہلے، شہادت کے بعد''، لکھنؤ، نظامی پریس، ۱۹۴۴ء۔
۳۔ آل رضا: ''غزلِ معلّٰی''، کراچی، مکتبۂ افکار، ۱۹۵۹ء۔
۴۔ آل رضا: ''عظمتِ انساں' از سیّد آلِ رضا''، مرتّبۂ وحید الحسن ہاشمی، لاہور، مکتبۂ تعمیرِ ادب، ۱۹۶۷ء۔
۵۔ آل رضا: ''شریکۃ الحسین، سیّد آلِ رضا''، لاہور، مکتبۂ تنظیم الاسلام، ۱۹۷۰ء۔
۶۔ آل رضا: ''تہذیبِ عبادت''، کراچی، دانش کدہ اکیڈمی، ۱۹۷۲ء۔
۷۔ آل رضا: ''مراثیِ رضا''، از سیّد آلِ رضا، مرتّبہ: کرّار حسین، کراچی، خراسان اسلامی ریسرچ سینٹر، ۱۹۸۱ء۔
۸۔ آل رضا: ''باقیاتِ آلِ رضا''، از سیّد آلِ رضا، مرتّبہ: ڈاکٹر سیّد شبیہ الحسن (مرتّب) الحسن، لاہور، پبلیکیشنز، ۲۰۰۰ء۔

۹۔ ہاشمی، ضمیر احمد: اوراقِ گل، جلد نمبر ۶، رام پور، بزمِ سخن، ۱۹۴۴ء۔
۱۰۔ ہما، اخلاق حسین، ''جوئبار''، لاہور، فیروز سنز لمیٹڈ، ۱۹۶۹ء۔

رسائل و جرائد:

۱۔ ماہ نامہ ''افکار'' کراچی، (خاص نمبر: ۱۹۵۱ء، جلد ۸، شمارہ ۲۷)۔
۲۔ ماہ نامہ ''افکار''، کراچی، شمارہ: ۲۶-۲۵، ۱۹۵۳ء۔
۳۔ ماہ نامہ ''افکار''، کراچی، شمارہ: ۳۲، ۱۹۵۴ء۔
۴۔ ماہ نامہ ''افکار''، کراچی، شمارہ: ۳۵-۳۴، ۱۹۵۴ء۔
۵۔ ماہ نامہ ''افکار''، کراچی، شمارہ اپریل ۱۹۵۷ء۔
۶۔ ماہ نامہ ''افکار'' کراچی، شمارہ ۶۸، ۱۹۵۷ء۔
۷۔ ماہ نامہ ''افکار''، کراچی شمارہ: ۷۹، مارچ ۱۹۵۸ء۔
۸۔ ماہ نامہ ''افکار'' کراچی، فروری ۱۹۹۵ء۔

o < ------ > o